خلافت لائبریری۔ ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

اتوار | 3۔ نومبر 1996ء

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 46-81 نمبر 251 | اتوار 20 جمادی الثانی۔ 1417ھ 3 نبوت 1375ھش 3 نومبر 1996ء

دینِ حق کی خدمت کیلئے غیر زبانوں سے واقفیت بھی رکھیں

میں جب (دین حق) کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں تیار ہو جاویں جو (دین حق) کی خدمت کر سکیں۔ ہم تو پابگور ہیں اور اگر اور تیار نہ ہوں تو پھر مشکل پیش آتی ہے میرا مدعا اس قدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کریں خواہ کسی پہلو پر صاد کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بھی رکھتے ہوں۔ اور پورے طور پر تقریر کر کے دین حق کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں میرے نزدیک غیر زبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف انگریزی پڑھ لیں۔ نہیں اور زبانیں بھی پڑھیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اگرچہ جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے مگر کوشش کرنا انسان کا فرض ہے جیسا کہ (کلام الٰہی) نے صراحت سے حکم دیا ہے کہ (-) انسان جتنی جتنی کوشش کرے گا اسی کے مطابق فیوض سے مستفیض ہو سکے گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا جو لوگ خدا میں ہو کر خدا کے پانے کے واسطے تڑپ اور گدازش سے کوشش کرتے ہیں ان کی محنت اور کوشش ضائع نہیں جاتی اور ضرور ان کی راہبری اور ہدایت کی جاتی ہے۔ جو کوئی صدق اور خلوص نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی طرف راہ نمائی کے واسطے بڑھتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ تدبر کرے اور حق طلبی کی سچی تڑپ اور پیاس اپنے اندر پیدا کرے معلومات کے وسیع کرنے کی جو سبیل اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے ان پر کاربند ہو۔ خدا بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس شخص سے جو خدا سے لاپروائی کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 567)

اپنے اخلاق کی درستی ایمانی ترقی کا پہلا قدم ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب انہوں نے سلسلہ کو قبول کیا اور صداقت کے نشانوں کو دیکھا ہے۔ اور پھر ایک آدھ نشان نہیں۔ سینکڑوں نشانات کو دیکھا ہے اور پھر (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کے وقت ہی میں نشان نہیں دیکھے۔ بلکہ آپ کے بعد سے اب تک دیکھ رہے ہیں۔ پھر وہ وقت کب آئے گا۔ جب اپنے اخلاق کو درست کریں گے۔ اپنے اخلاق کو درست کرنا ایمان کی ترقی کا پہلا قدم ہے۔ دوسرے قدم اس کے بعد ہیں۔ اخلاق کی درستی سے ایمان کا کوئی کم درجہ نہیں بے شک ایمان کے مدارج ہیں۔ اور ایمان گھٹتے گھٹتے اتنا تھوڑا ہو جاتا ہے کہ اس کو کفر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ کفر میں ایمان کا ایک جزو ہوتا ہے۔ خالی کفر دنیا میں نہیں ہے۔ اگر ایسے کافر ہوتے کہ جن میں ایمان کا کوئی حصہ نہ ہوتا تو دنیا پر آسمان سے یک لخت بجلی گرتی اور اس کو تباہ کر دیتی۔ بدترین کافر بھی ایمان کا ایک حصہ رکھتا ہے۔ ابو جہل، نمرود، شداد، فرعون وغیرہ بڑے کافر تھے۔ مگر ان میں بھی ایمان کا ایک حصہ تھا لیکن صرف ایمان کا ایک حصہ نجات نہیں دلا سکتا۔ بلکہ نجات کے لئے ایک خاص مقدار ایمان کی ضرورت ہے۔ پس جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق میں ترقی کرے کہ اس سے اقل مقدار نجات کے لئے ایمان کی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور ضروری ہے کہ اپنے فوائد کو قربان کریں۔ اگر اس درجہ سے انسان ایک خشخاش کے دانے کے برابر بھی ہٹ جائے۔ تو وہ ایمان کے درجے سے ہٹنے لگتا ہے۔

پس بڑی بات ابھی جانے دو۔ کم از کم اقل درجہ اپنے اندر پیدا کرو۔ اگر ذاتی فوائد کو قربان کرو گے تو دیکھو گے کہ خدا کی نصرت کیا کرے گی یہ نہ کہو کہ ہم خدا کی نصرت دیکھ رہے ہیں نصرتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک دوسروں کے طفیل۔ ایک اپنے ذریعہ۔ اب تک جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ دوسروں کے طفیل سے ہے لیکن اگر تم کو وہ نصرتیں ملیں۔ جو تمہاری ذات کے باعث ہوں تو پھر تم قیاس کر سکتے ہو۔ کہ ان کی کیا شان ہو گی مگر جب تم اپنی ذات کو اس قابل بناؤ گے تو پھر ذاتی نصرت ہی نہیں ملے گی۔ بلکہ ایک اور تیسری قسم کی نصرت حاصل ہو گی۔ جب جماعت کا اکثر حصہ ایسا ہو جائے گا تو پھر اور انعام ہوں گے۔ وہ جماعت کا احسان ہو گا لیکن تیسری قسم کا فیضان جاری نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے دو فیضان جاری نہ ہوں۔ اگر تم اخلاق کی درستی کرو گے

باقی صفحہ 7 پر

تبدیلی فون

○ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کا فون نمبر 530 سے تبدیل ہو کر 213048 ہو گیا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم غلام محمد صادق صاحب آف ونجواں دارالعلوم غربی ربوہ مورخہ یکم نومبر 1996ء کو دن کے پونے دس بجے وفات پا گئے۔ ان کی عمر 61 سال تھی آپ کا جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے جمعہ کے بعد پڑھایا۔ جس کے بعد عام قبرستان نمبر 1 میں تدفین عمل میں آئی جہاں قبر تیار ہونے پر محترم آغا سیف اللہ صاحب ناظم دار القضاء و مینیجر الفضل نے دعا کرائی۔

مکرم غلام محمد صادق صاحب نے پریس انفارمیشن اسلام آباد کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ سکونت اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ دفتر الفضل میں بھی ملازمت کی۔ اپنے محلہ میں سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے۔ احباب کرام سے موصوف کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم ثناء اللہ صاحب جوئیہ آف جرمنی فرینکفورٹ کا ہسپتال میں گھٹنوں کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن کامیاب ہو گیا ہے احباب جماعت سے ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرمہ عالم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل بھانبڑی صدر محلہ دارالنصر غربی ربوہ کی آنکھ کا کامیاب اپریشن فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مورخہ 96-10-29 کو ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا کرے۔

○ مکرم سلیم احمد صاحب پال (راہ مولا میں قربان ہونے والے) کی اہلیہ صاحبہ کو چند روز قبل ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اب پہلے سے طبیعت کافی بہتر ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

3- نبوت 1375 ھش — 3- نومبر 1996ء

ناقص اور کامل اعمال

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ عمل اپنی جگہ پر ضروری ہے بلکہ قول اور عمل کا مقابلہ کرتے ہوئے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ عمل زیادہ ضروری ہے۔ صرف قول کافی نہیں جبکہ اس کے ساتھ عمل بھی موجود نہ ہو۔ اور ایک مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کہنا اور کرنا ان کا فرق یوں معلوم ہو سکتا ہے کہ کہنا ایک کیڑے کا نام ہے جو جالے بنتا ہے اور کرنا ایک پھول کا نام ہے جس کی خوشبو دور دور تک جاتی ہے۔ گویا کہ قول اور فعل یا عمل کا فرق اس مثال سے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر انسان باتیں ہی باتیں کرے اور اپنی باتوں کو عمل کا جامہ نہ پہنائے تو وہ بے وقار ہو جاتا ہے۔ لوگ کہنے لگتے ہیں کرتا تو کچھ بھی نہیں' باتیں اتنی زیادہ کرتا ہے۔

پس عمل نہایت ضروری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عمل کے بغیر کچھ حاصل بھی تو نہیں ہوتا۔ باتیں اپنی جگہ پر لیکن جب تک باتوں کو عملی جامہ نہ پہنایا جائے۔ کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ انسان اگر روٹی روٹی کہتا رہے اور روٹی اس کے پاس موجود بھی ہو لیکن وہ اسے کھائے نہیں تو اس کی بھوک کس طرح مٹ سکتی ہے۔ روٹی روٹی کہنا قول ہے اور روٹی کا کھانا فعل یا عمل ہے اور اس عمل کے بغیر اسے روٹی کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ پس عمل کی اہمیت واضح ہے۔ البتہ اس بات کو آگے بڑھانے کے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ عمل عمل میں بھی فرق ہوتا ہے۔ کچھ ناقص اعمال ہیں کچھ کامل اعمال ہیں۔ جو اعمال صحیح طور پر نہ کئے جائیں' جن کے لئے ضروری امور کو ملحوظ نہ رکھا جائے انہیں ناقص اعمال کہا جائے گا۔ اور جن اعمال کے لئے تمام باتوں کو مدنظر رکھا جائے انہیں کامل اعمال کہا جائے گا اور درحقیقت فائدہ کامل اعمال کا ہوتا ہے نہ کہ ناقص اعمال کا۔ ناقص اعمال وہ نتیجہ پیش نہیں کرتے جن کے لئے انہیں بروئے کار لایا جاتا ہے۔ ادھورے رہ جاتے ہیں۔ غلط ہونے کی وجہ سے غلط نتائج پیدا کر دیتے ہیں۔ اور یہ بات مضرت رسانی کا باعث بنتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) اس سلسلے میں فرماتے ہیں۔

"جو شخص سچائی اختیار کرے گا۔ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو۔ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں۔ لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفائت کرے گا۔ یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا۔ بالکل نہیں۔ بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہو گی۔ اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو۔ پھر میں برکت دوں گا۔"

اس ارشاد میں کھل کر یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ ناقص اعمال صحیح نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے۔ ناقص اعمال کی ایک وجہ بے دلی بھی ہوتی ہے۔ انسان کام تو کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کام میں اس کا دل نہیں لگتا یا وہ اس میں دل کو لگاتا نہیں۔ بس یونہی کام کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کے دل میں یہ خواہش ہی پیدا نہیں ہوتی کہ کام کروں بھی ٹھیک طرح اور اس کا نتیجہ بھی حاصل ہو۔ یہ بے دلی اکثر کاموں کو بے نتیجہ رکھتی ہے۔ یا اگر دیر کے بعد کوئی نتیجہ پیدا بھی ہوتا ہے تو وہ تسلی بخش نہیں ہوتا۔

پس ہمیں ہر کام کے متعلق یہ سوچنا چاہئے کہ اس کو کس حد تک لے جایا جائے تو با نتیجہ ہو گا۔ جیسے کنویں کی اکثر مثال دی جاتی ہے۔ آپ پانی کے لئے کنواں کھودتے ہیں اور جہاں پانی موجود ہے وہاں سے ایک فٹ پہلے کھودنا ترک کر دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ نے چالیس فٹ کھودا ہو اور اب صرف ایک فٹ رہ گیا جو آپ نے نہیں کھودا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فعل نامکمل تھا اس لئے پانی نہیں مل سکا۔ اگر آپ ایک فٹ اور کھود دیں تو پہلے چالیس فٹ کھودنے کی محنت بھی بر آجائے گی ورنہ وہ بھی ضائع جائے گی۔

پس اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اس کا پوری طرح تجزیہ کرنا چاہئے کہ ہمیں کسی کام کو کس حد تک لے جانا ہے تاکہ اس میں کمال پیدا ہو اور اس کے ثمرات ہمیں مل سکیں۔ وہ نتیجہ پیدا کرے۔ اور نتیجہ ایسا ہو جو ہماری ضرورت کے اور ہماری خواہش کے مطابق ہو۔ اسی بات کو حضرت صاحب نے ایک اور طرح بھی بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ کام خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہونے چاہئیں۔ ہر وہ کام جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو گا وہ دل لگا کر بھی کیا جائے گا اور اس میں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ اس کی آخری حد کہاں ہے۔ تاکہ وہاں تک پہنچا جائے اور صحیح اور بابرکت نتیجہ حاصل کیا جائے۔

پس ہمیں چاہئے کہ اس ارشاد کے مطابق خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کئے جائیں اور ان کاموں کو دل لگا کر کیا جائے اور انہیں انجام تک پہنچنے کا موقعہ دیا جائے۔ درمیان میں ہی کوئی کام چھوڑ نہ دیا جائے تاکہ ہم اس کے نتائج حاصل کر سکیں اور وہ نتائج ہماری زندگی کے لئے بہتری کا باعث بنیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

آپ سب ہیں ہمیں عزیز از جان
آپ سب پر ہو رحمتِ رحمان
آپ جیسا خدا ہمیں بھی دے
دل کا اخلاص' پختہ تر ایمان

بہشتی مقبرہ کے مدفون — ابوالاقبال

زندگی کا اصل منشاء بامراد ہونا ہے

زندگی کا اصل منشاء اور درازی عمر کی غائت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہو جاوے اور اس کو کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ رہے اور مرتے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو تو وہ گویا پوری عمر حاصل کر کے مرا ہے اور درازی عمر کے مقصد کو اس نے پالیا ہے۔ اس کو چھوٹی عمر میں مرنے والا کہنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلافت لائبریری-ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

تلقینِ عمل

کام ہی نہیں۔ بلکہ ٹھیک طرح کام

1946ء(19۔ مئی) کو فرمایا:۔

"آج میں خدام الاحمدیہ کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں صرف کام ہی کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کام کس طرح سے سرانجام دیا گیا ہے۔ اگر کوئی کام بھونڈے طریق سے کیا جائے تو خواہ وہ اچھا ہی ہو اس کا دوسروں پر برا اثر پڑتا ہے۔ اور برا کام بھی عمدہ طریق سے کیا جائے تو گو وہ کام کرنے والے کے لئے تو ناجائز ہی ہوگا لیکن دوسروں پر اس کا اچھا اثر پڑے گا اور وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ریاکاری کے ساتھ کسی ایسے شخص کے ساتھ جس سے وہ دل سے عداوت رکھتا ہے حسن سلوک کرے تو دیکھنے والے تو یہی سمجھیں گے کہ اس کا طریق عمل قابل رشک ہے اور ہمیں بھی ایسا ہی طریق اختیار کرنا چاہئے۔ پس خدام الاحمدیہ کو ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہئے کہ لوگ ہمارے کام کی وجہ سے ہم سے محبت کرتے ہیں یا ہمارے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اگر دوسروں پر ان کے کام کا اچھا اثر نہ ہو تو انہیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے کام میں کچھ بھونڈا پن تو نہیں جس کی وجہ سے لوگ ہمارے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور پھر جو نقائص اور عیوب انہیں اپنے اندر نظر آئیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح میں انصار کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ بچوں کی تربیت نہایت ضروری چیز ہے اور ان کی نگرانی نہ کرنا ایک خطرناک غلطی ہے۔ آخر خدام کوئی غیر تو نہیں ہیں۔ انصار کی اپنی ہی اولادیں ہیں مگر بجائے اس کے کہ وہ ان کو بچوں کی طرح سمجھائیں الٹا اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا انہیں اپنا بیٹا یا بھائی بھول جاتا ہے اور یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ خدام میں یہ نقص ہے۔ اور خدام میں وہ نقص ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ خدام ہمارے ہی بیٹے ہیں۔ خدام کوئی آسمان سے تو گرے نہیں۔ وہ انکی اپنی اولادیں ہیں۔ وہ احمدی محلوں میں رہنے والے بچے ہیں اور خدام کے باپ یا چچا انصار ہیں۔

پس خدام الاحمدیہ کو بھی اپنے کاموں کا جائزہ لینا چاہئے اور ان نقائص کو دور کرنا چاہئے جن کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ اور انصار کو بھی خدام کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے......

پھر فرمایا:۔

کل ایک صاحب نے ایک بات پیش کی تھی۔ گو انہوں نے تعلیم میں کمی کی وجہ سے نامناسب رنگ میں پیش کی تھی کہ محلہ دارالفضل کے خدام ان کا گھوڑا کھول کر لے گئے۔ اور اس پر سواری کرتے رہے۔ میں نے بتایا تھا کہ وہ ان دو چار لڑکوں کا نام بحیثیت خادم کے کیوں پیش کرتے ہیں۔ کیا وہ کام انہوں نے بحیثیت خادم کیا تھا۔ اگر بڑی عمر کا کوئی آدمی غلطی کرے تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ انصار اللہ ایسا کرتے ہیں۔ پس ان لڑکوں کا فعل بحیثیت خدام نہ تھا۔ اس لئے یہ کہنا کہ خدام الاحمدیہ ایسا کرتے ہیں درست نہیں۔ اور جب یہ واقعہ ہوا تھا تو محلہ کے پریذیڈنٹ کا فرض تھا کہ وہ اس کی تحقیقات کرتا اور اخلاق کی درستی ہر انسان کا فرض ہے چاہے وہ عہدہ دار ہے یا نہیں۔ اور اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ صحیح رنگ میں بچوں کی تربیت نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی شخص اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اس سے جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا بجائے ان کو برے کاموں سے روکنے کے ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ جو والدین ایسا کرتے ہیں وہ اپنی حماقت کا ثبوت دیتے ہیں۔ بچپن میں تو وہ ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں لیکن جب بچہ جوان ہو جاتا ہے اور بد اخلاقیوں سے باز نہیں آتا اور والدین کو ٹھکرا دیتا ہے تو پھر چیخنا شروع کرتے ہیں کہ دعا فرمائیں بچے کی اخلاقی حالت بہت خراب ہو گئی ہے حالانکہ ابتدا میں یہی لوگ اس کو خراب کرنے والے ہوتے ہیں"۔

ایمان کی کمزوری اور طبیعت کا انقباض

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) ایمان کی کمزوری اور طبیعت کے انقباض کو روحانی ترقی میں بہت بڑی روک بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

آج میں اجمالی طور پر تحریک جدید کے مطالبات کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس پہلے درجے کی آخری جماعت میں ہمارے دوست اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوں گے۔ کہ خدا کے فضل ان پر بارش کی طرح نازل ہونے لگیں گے اور دشمن کے دل مایوسی سے پر ہو جائیں گے۔ اور منافقوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ جائے گی۔ ابھی بہت سا کام ہم نے کرنا ہے اور یہ تو ابھی پہلا ہی قدم ہے۔ اگر اس قدم کے اٹھانے میں جماعت نے کمزوری دکھائی تو خدا کے کام تو پھر بھی نہیں رکیں گے لیکن دشمن کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر طعن کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔ اور ہر وہ گالی اور ہر وہ دشنام اور ہر وہ طعنہ جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو یا ان کے سلسلے کو دیا جائے گا اس کی ذمہ داری انہی لوگوں پر ہوگی جو اپنے عمل کی کمزوری سے دشمن کو یہ موقعہ مہیا کر کے دیں گے۔

.....صاحب ایمان کا قدم پیچھے نہیں پڑتا۔ بلکہ اسے جتنی قربانی پیش کرنی پڑتی ہے اتنا ہی وہ اخلاص میں آگے بڑھ جاتا ہے ہر وہ شخص جس نے ایک سال یا دو سال قربانی کی توفیق پائی لیکن آج اس کے دل میں انقباض پیدا ہو رہا ہے یا وہ اس بشاشت کو محسوس نہیں کرتا جو گزشتہ سال یا گزشتہ سے پیوستہ سال اس نے محسوس کی تھی اسے میرے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اسے چاہئے کہ خلوت کے کسی گوشہ میں اپنے خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر رکھ دے اور جس قدر خلوص بھی اس کے دل میں باقی رہ گیا ہے اس کی مدد سے گریہ وزاری کرے یا کم سے کم گریہ وزاری کی شکل بنائے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر کہے کہ اے میرے خدا لوگوں نے بیج بوئے اور ان کے پھل تیار ہونے لگے۔ وہ خوش ہیں کہ ان کے اور ان کی نسلوں کے فائدے کے لئے روحانی باغ تیار ہو رہے ہیں۔ پر اے میرے رب میں دیکھتا ہوں کہ جو بیج میں نے لگایا تھا اس میں سے تو کوئی روئیدگی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ نہ معلوم میرے کبر کا کوئی پرندہ اسے کھا گیا یا میری وحشت کا کوئی درندہ اسے پاؤں کے نیچے مسل گیا۔ یا میری کوئی مخفی شامت اعمال ایک پتھر بن کر اس پر بیٹھ گئی۔ اور اس میں سے کوئی روئیدگی نکلنے نہ دی۔ اے خدا میں اب کیا کروں کہ جب میرے پاس کچھ تھا تو میں نے بے احتیاطی سے اسے اس طرح خرچ نہ کیا کہ نفع اٹھاتا مگر آج تو میرا دل خالی ہے میرے گھر میں ایمان کا کوئی دانہ نہیں کہ میں بوؤں۔ اے خدا میرے اس ضائع شدہ بیج کو پھر مہیا کر دے اور میری کھوئی ہوئی متاع ایمان مجھے واپس عطا کر۔ اور اگر میرا ایمان ضائع ہو چکا ہے تو اپنے خزانے سے اور اپنے ہاتھ سے اس دھتکارے ہوئے بندے کو ایک رحمت کا بیج عطا فرما کہ میں اور میری نسلیں تیری رحمتوں سے محروم نہ رہ جائیں اور ہمارا قدم ہمارے بچی اور اعلیٰ قربانی کرنے والے بھائیوں کے مقام سے پیچھے ہٹ کر نہ پڑے بلکہ تیرے مقبول بندوں کے کندھوں کے ساتھ ہمارے کندھے ہوں اے خدا بہت ہیں جو اعمال کے زور سے تیرے فضل کو کھینچ لائے۔ پر ہم کیا کریں کہ ہمارے اعمال بھی اڑ گئے کیا تیرا بے انتہا رحم غیرت میں نہ آئے گا اور ہم جیسے کچھ بندوں کو بے عمل ہی اپنے فضل کی چادر میں نہ چھپا لے گا۔ پس تم اس طرح خدا کے سامنے زاری کرو تاکہ تمہارے دلوں کے زنگ دور ہو جائیں اور تمہاری مردہ روح پھر سے زندہ ہو جائے اور تم کو پہلے سے بڑھ کر قربانیوں کی توفیق ملے۔ اور تمہارے عمل کا نتیجہ پہلے سالوں سے بھی زیادہ ہو۔ دشمن کے لئے حسرت اور یاس کا موجب بنیں۔ اگر تم سچے دل سے خدا کی طرف جھکو گے تو وہ یقیناً تمہارے دلوں کو کھول دے گا۔ اور تم پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ خدا اور اس کے دین کے لئے جن قربانیوں کے لئے میں تم کو بلاتا ہوں انہی میں دین حق کی بہتری ہے اور انہیں میں دین حق کی شوکت ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ وہ اپنی قربان گاہ پر (۔) کے بروں کی قربانی کرے اور ان کے خون کو دین حق کی خشک شدہ انگور کی بیل کی جڑ میں ڈالے تاکہ وہ پھر ہری ہو جائیں اور پھر اس خدا کے فضل کے انگور لگنے لگ جائیں۔ اگر تم میں سے کسی نے انجیل پڑھی ہو تو اس کو معلوم ہوگا کہ روحانی بادشاہت کو انگور کے باغوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور انگور کی ہی بیل ایک ایسی بیل ہوتی ہے جس کو سبز و شاداب کرنے کے لئے خون کی کھاد ڈالی جاتی ہے۔ پس اس مثال میں اسی طرف اشارہ تھا کہ خدا کے دین کو تازہ کرنے کے لئے ہمیشہ انسانی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور انسانوں کے خون اس باغ کی جڑوں میں گرا کر اسے پھر زندہ اور شاداب کیا جائے گا پس اے دوستو آؤ کہ ہماری جانیں دین حق کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص خواہ اس کو مال ملا ہے یا نہیں اپنی اپنی توفیق کے مطابق خدا کے سامنے اپنی قربانی پیش کر دے اور اس قربانی کو پیش کرنے کے بعد ایک مردے کی طرح الٰہی آستانے پر گر جائے۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے میرے خدا! اے میرے خدا! میری اس حقیر نذر کو قبول کر اور مجھے اپنے دروازے سے مت دھتکار۔

(الفضل 3 دسمبر 1936ء)

اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ روحانی جنگ کا اسلحہ دعا اور صبر ہے نہ کہ لوہے کی تلوار آپ فرماتے ہیں:۔

میری پالیسی یہی ہے کہ صبر سے کام لو اور اینٹ کا جواب اینٹ سے اور پتھر کا جواب پتھر سے نہ دو۔ بلکہ گالیاں سنو اور خاموش رہو۔ اشتعال پیدا ہو تو اس جگہ کو چھوڑ دو کیونکہ یہ سب ہمارے خدا کے امتحان ہیں کیونکہ وہ ہم کو اس روحانی جنگ کے لئے جو دین حق کی فتح کے لئے روحانی ہتھیاروں سے لڑی جانے والی ہے تیار کر رہا ہے اگر اس نے ہم سے ظاہری تلواریں چلوانی ہوتیں تو وہ ہم کو ظاہری حکومت اور ظاہری فوج بھی عطا کرتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہم سے دعا اور صبر کی تلوار چلوانا چاہتا ہے نہ کہ لوہے کی تلوار۔

(الفضل 20۔ اگست 1937ء)

مضمون نگار حضرات

ہر مضمون نگار کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا مضمون من و عن پورے کا پورا شائع کیا جائے اور ہمیں اس خواہش کا پوری طرح احترام ہے۔ لیکن ملکی قوانین کے ماتحت ہمیں بعض مضامین میں قطع و برید کرنی پڑتی ہے۔ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ قطع و برید سے موضوع پر کوئی اثر نہ پڑے لیکن ایسا ہو بھی سکتا ہے کہ کبھی ہم سے ایسی قطع و برید ہو جائے کہ مضمون متاثر ہوا ہو۔ اگر اس سلسلے میں آپ ہماری اس طرف توجہ دلائیں تو ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔ لیکن یہ بات نہ بھولئے کہ موجودہ حالات میں قطع و برید کرنا (اگر ضرورت پیش آئے تو) لازمی ہے۔ ورنہ سارے کا سارا مضمون اشاعت پذیر ہونے سے محروم رہے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد ماضی　　انٹرویو مولانا عطاء المجیب راشد　　ماہنامہ تحریک جدید جولائی 1970ء

محترم مولانا امام الدین صاحب فاضل

خدمت دین حق کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینا یا اس قربانی کے عزم صمیم کے ساتھ ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنی زندگی وقف کر دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ موجودہ دور کے اہم ترین تقاضوں میں سے ایک ہے۔ جس کو پورا کرنے کی سعادت انہی کو عطا کی جاتی ہے جن کے ساتھ خدا کا خاص فضل شامل حال ہوتا ہے۔ اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں۔

مکرم جناب مولانا امام الدین صاحب فاضل سابق رئیس المربیین انڈونیشیا سے جب میں نے یہ پوچھا کہ آپ کے دل میں خدمت دین حق کا خیال کب اور کیسے پیدا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میرے والد حضرت میاں عبدالغفور صاحب (جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفقاء میں شامل تھے) کی یہ شدید خواہش اور تمنا تھی کہ ان کا کوئی بچہ خدمت دین کرنے والا ہو۔ وہ ہمیشہ اس امر کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری سے دعا کیا کرتے تھے چنانچہ ان کی اس پاک خواہش اور متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں خدمت دین حق کا جذبہ کچھ اس طرح بیدار کیا کہ میں اس جذبہ سے سرشار ہو کر مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ مولانا موصوف خدمت دین حق کے اس حسین آغاز کا ذکر کر رہے تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اولاد کے خادم دین بننے میں ان کے والدین کی صحیح تربیت اور متضرعانہ دعاؤں کا کتنا دخل ہوتا ہے۔

آپ نے بتایا کہ 1928ء میں جب میں مدرسہ احمدیہ کی چوتھی جماعت کا طالب عالم تھا میں نے خواب میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو دیکھا کہ گھوڑوں پر سوار احمدیہ چوک قادیان کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ اور دونوں کے ہاتھ میں نیزے ہیں جو چمک رہے ہیں۔ میں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا حضرت صاحب نے اپنے سفر کے بارے میں فرمایا کہ میں دنیا کو فتح کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ اس پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت امام جماعت الثانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ وہاں چلے جائیں۔ مولانا نے بیان کیا کہ اس خواب سے میں نے سمجھ لیا کہ اس زمانہ میں خدمت دین حق کی بہترین صورت یہ ہے کہ حضرت امام جماعت الثانی کے منشا کے مطابق کام کیا جائے۔ چنانچہ اس خواب کے چھ سال بعد 1934ء میں جب حضرت امام جماعت الثانی نے جماعت کے نوجوانوں کو خدمت دین حق کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو آپ نے فوراً اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور اس طرح تحریک جدید کے اولین واقفین زندگی میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کر لی۔

9 جنوری 1935ء کو آپ کو نظام سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے پہلی خدمت سپرد کی گئی۔

ابتدا میں تقریباً ڈیڑھ سال تک آپ نے قادیان کے گردونواح میں مفوضہ فرائض کی سرانجام دہی میں گزارے۔ آپ کو اعوان نامی گاؤں میں بطور طبیب کام کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ 1938ء میں آپ تحریک جدید کے بورڈنگ میں بطور ٹیوٹر مقرر ہوئے۔ جو ان دنوں براہ راست حضرت صاحب کی نگرانی میں ہوتا تھا۔ یہ سلسلہ جون 1946ء تک جاری رہا اس لحاظ سے قریباً آٹھ سال تک آپ کو حضرت امام جماعت الثانی کی خصوصی نگرانی میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔

جون 1946ء میں آپ پہلی بار قادیان سے دعوت الی اللہ کی غرض سے سنگاپور جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ سنگاپور میں آپ کو ساڑھے تین سال تک دعوت الی اللہ کا موقعہ ملا۔ اس زمانہ میں مکرم مولانا غلام حسین صاحب ایاز (وفات یافتہ) سنگاپور مشن کے انچارج تھے۔ دسمبر 1949ء میں آپ سنگاپور سے انڈونیشیا تشریف لے گئے جہاں محترم مولانا رحمت علی صاحب مربی انچارج تھے۔ 1950ء کے شروع میں آپ کی واپسی کے بعد مکرم مولوی سید شاہ محمد صاحب اس مشن کے انچارج مقرر ہوئے۔

انڈونیشیا میں قیام کے دوران محترم مولوی امام الدین صاحب کو سماٹرا کے حلقہ کا انچارج مقرر کیا گیا۔ جہاں آپ نے تقریباً آٹھ سال تک دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا فرمایا۔ ابتدائی تین چار سال میں زیادہ تر جماعت احمدیہ کے افراد کو منظم کرنے کا کام دیا گیا۔ کیونکہ خانہ جنگی کی وجہ سے ملک میں ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ تاہم اس عرصہ میں متعدد "بیوت" کی تعمیر بھی کی گئی۔ ان میں سے پاڈانگ کی بیت الحمد خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ ایک وسیع بیت الحمد ہے جس میں بیک وقت ایک ہزار آدمی عبادت کر سکتے ہیں۔ اس عرصہ میں جلسے منعقد کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس وجہ سے زیادہ تر انفرادی طور پر لوگوں تک پیغام پہنچایا جاتا رہا۔

1957ء میں آپ مرکز کی ہدایت کے مطابق جاوا تشریف لے گئے اور 1964ء تک وہاں خدمات بجالاتے رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے مختلف جماعتوں میں تھوڑا تھوڑا عرصہ قیام کیا جماعتی تربیت کے علاوہ دعوت الی اللہ کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔ زیادہ تر آپ کا قیام سرابایا اور بنڈونگ کے شہروں میں رہا۔ 1964ء میں آپ انڈونیشیا کے دارالحکومت جاکرتا چلے آئے جہاں 1967ء تک آپ نے انڈونیشیا کے رئیس المربیین کے طور پر کام کیا۔ اس عرصہ میں مولوی ابوبکر ایوب صاحب۔ مکرم میاں عبدالحی صاحب مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری۔ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب۔ مکرم مولوی ذہنی دھلان صاحب۔ مکرم صالح شبیبی صاحب۔ مولوی محی الدین شاہ صاحب اور دوسرے لوکل مربیان کرام کو آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ 1967ء میں آپ مرکز سلسلہ ربوہ تشریف لے آئے۔ جون 1946ء سے ستمبر 1967ء کے عرصہ کے دوران 1952ء میں آپ چند ماہ کے لئے ربوہ تشریف لائے تھے۔ اور اس عرصہ میں تحریک جدید کے تحت انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے انچارج کے طور پر کام کرتے رہے۔ اس کے بعد 1960ء میں دوبارہ صرف چند ماہ کے لئے ربوہ آئے۔ اس لحاظ سے مجموعی طور پر آپ کو کم وبیش بیس سال تک دعوت الی اللہ کرنے کا موقعہ ملا۔

"مولانا یہ فرمائیے کہ انڈونیشیا کی جن جماعتوں میں کام کرنے کا آپ کو موقعہ ملا ہے وہاں کے دوستوں کا انداز دعوت الی اللہ کیا ہے" میرے اس سوال پر آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشیا میں نہایت مخلص اور پرجوش احمدی جماعتیں ہیں۔ ان میں سے ہر فرد دعوت الی اللہ کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو احمدیت کا ایک داعی الی اللہ تصور کرتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے اکثر دوست بہت تندہی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور مرکزی مربیوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہیں۔ انڈونیشین احمدی احباب کے طرز دعوت الی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ہر جماعت یوم دعوت الی اللہ مناتی ہے۔ اور اکثر جگہوں پر احمدی دوست اپنے گھروں میں ہفتہ وار تربیتی اور دعوت الی اللہ جلسے منعقد کرتے ہیں۔ پھر احمدی احباب اپنے دوستوں کو اپنے گھروں پر بلا کر بڑی محبت کے ساتھ دوستانہ ماحول میں ان سے گفتگو کرتے ہیں جو بڑی موثر ثابت ہوتی ہے۔

دعوت الی اللہ کے ذرائع کا ذکر چل نکلا تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کے مشاہدے میں دعوت الی اللہ کا سب سے موثر ذریعہ کون سا ہے آپ نے فرمایا انفرادی طور پر احباب سے رابطہ اور محبت وپیار سے گفتگو کرنا بہت اچھا طریق ہے۔ اگر اپنے دوستوں کو گھر میں مدعو کر کے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا جائے تو اس سے بہت اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

"اس سلسلے میں دعوت الی اللہ لٹریچر کی کیا اہمیت ہے" آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کیا جانے والا لٹریچر بہت مقبول اور مفید ثابت ہو رہا ہے۔ خاص طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں اس کی مانگ روز بروز زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب (۔) اصول کی فلاسفی کا ترجمہ بہت مقبول ہے۔ جو لوگ بھی جماعت کے لٹریچر کو پڑھتے ہیں بہت اچھا اثر لیتے ہیں۔ اور ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں آپ نے مزید بتایا کہ انڈونیشیا سے جماعت کا ایک رسالہ سینار کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ (۔) کی کرن اور روشنی واقعی جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے تمام رسائل وکتب آفتاب دین حق کی کرنوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے ظلمتیں کافور ہوتی ہیں۔ اور دہریت والحاد کے تاریک گوشے منور ہو جاتے ہیں۔

میرا اگلا سوال یہ تھا کہ انڈونیشیا میں احمدیوں کی تعداد کتنی ہوگی سوال سنتے ہی مولانا موصوف کے چہرے پر خوشی اور بشاشت کی لہر دوڑ گئی یوں معلوم ہوتا تھا گویا چشم تصور میں وہ انڈونیشیا کی ان مخلص جماعتوں کو دیکھ رہے ہیں جن کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے۔ آپ نے بتایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشیا میں اتنی کثرت سے لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں کہ اب متعدد گاؤں ایسے ہیں جن کا ایک فرد بھی احمدیت کی نعمت سے محروم نہیں۔ تاہم یہ بتانا مشکل ہے کہ احمدی احباب کی معین تعداد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس علاقے میں بے شمار احمدی ہیں۔ اور انڈونیشیا کی جماعت بیرون پاکستان کی جماعتوں میں سے صف اول کی جماعتوں میں شمار ہوتی ہے۔ اور اپنی تعداد اور قربانیوں کے لحاظ سے دیگر ممالک کے لئے بطور مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ مولانا امام الدین صاحب نے اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ انڈونیشیا کے احمدی احباب ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ان میں ایسے احباب کی کثرت ہے جو نظام وصیت میں شامل ہیں اور وہ جو ابھی اس سعادت سے محروم ہیں مختلف تحریکات میں شمولیت کے اعتبار سے ان کی قربانی کا معیار بھی مثالی ہے۔ ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ جب ان کے سامنے کوئی مالی تحریک کی گئی تو جن کے پاس روپے تھے انہوں نے نقد ادائیگی کی اور جن کے پاس روپے نہ تھے انہوں نے بھی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جائیداد کا کوئی حصہ یا اپنی زمین کا کوئی ٹکڑا اس مد میں پیش کر دیا۔ مستورات اپنے زیور اتار کر راہ خدا میں قربان کر دیتی ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان جماعتوں کے قربانی کے اس جذبہ کو دیکھ کر رشک آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس سلسلے کو کیسے کیسے مخلص جان نثار اور فدائی عطا کئے ہیں۔

"مربیان کرام جو اپنے وطن سے ہزاروں میل دور ہوتے ہیں کئی موقعہ پر مشکلات تو پیش آتی ہوں گی" میں نے پوچھا۔

بسااوقات مربیوں کو وقتی طور پر بعض پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن مربیان کرام کی زندگی کا یہ پہلو بہت ایمان افروز اور حوصلہ افزا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین حق کے ان ادنیٰ خدام کی ہر قدم پر تائید ونصرت کرتا ہے۔ نہ صرف ان کی مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ بلکہ ان کی ضروریات کو خود ہی ایسے رنگ میں پورا کرتا ہے کہ ظاہر بین نگاہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

مولانا بڑی تفصیل سے بتا رہے تھے جب بھی مربی کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے یا جماعت کو بحیثیت مجموعی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید ونصرت کا غیبی ہاتھ حرکت میں آتا ہے۔ اور غیروں کے ہر ارادہ کو ناکام بنا کر جماعت کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ خدائی مدد اغیار کی نظر نظر میں اتنی غیر متوقع اور ناممکن الوقوع ہوتی ہے کہ اس کے ظہور کے بعد انہیں یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔

"قبولیت دعا کے بے شمار شیریں پھل آپ نے بھی کھائے ہوں گے۔ اس سلسلے میں کوئی ایک

باقی صفحہ 5 پر

خلافت لائبریری- ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید منصور احمد بشیر

بدظنی ایک ایمان سوز اخلاقی بیماری

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

کہ بدگمانی اور بدظنی ایک ایسی خطرناک اخلاقی اور روحانی بیماری ہے کہ یہ انسان کے ایمان تک کو تباہ کر دیتی ہے- بدظنی اور بدگمانی کا اگر تجزیہ کیا جائے- اور ان کے مختلف النوع نقصانات کا شمار کیا جائے تو انسان یہ بات آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ یہ بری عادت ان چند ایک برائیوں میں سے ہے جو فرد اور قوم کو تباہ کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں- اور جن سے آگے متعدد دوسری برائیاں پیدا ہو کر بے شمار نقصانات کا باعث بنتی ہیں- اگر ہم نے دین حق کی ترقی دعوت الی اللہ اور اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے تو ہمارے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم ایسی روحانی بیماریوں کا علاج کریں- ان کے نقصان کو دوسروں کے آگے پیش کریں تاکہ دین حق کا صحیح ماحول پیدا ہو- جو ایک طرف تو ہماری کوششوں میں جو ہم دین حق کے لئے کر رہے ہیں مد ہو اور دوسری طرف دین حق کو قبول کرنے والے نئے لوگوں اور نئی نسلوں کی صحیح راہنمائی کر سکے-

بدظنی کی اصل وجہ لالچ خود غرضی اور حسد ہے- اللہ تعالیٰ نے بھی کلام الٰہی میں فرمایا ہے کہ ہر انسان میں لالچ تھوڑا یا زیادہ ضرور پایا جاتا ہے- جس کی وجہ سے اس کا نفس نہیں چاہتا کہ کسی دوسرے میں بھلائی دیکھے- اس کمزوری سے انسان کے مغلوب ہونے پر شیطان کو دخل دینے کا موقعہ مل جاتا ہے اور وہ اسے فرضی وجوہات کی بناء پر یقین دلا دیتا ہے کہ فلاں عیب فلاں شخص میں ضرور پایا جاتا ہے اس جبلی کمزوری پر انسان آسانی سے غالب آ سکتا ہے بشرطیکہ وہ ایسے وقت میں سوچے کہ دنیا میں کسی بھی کام کی کئی وجوہات ہوتی ہیں- اور انسان عالم الغیب نہ ہونے کی وجہ سے کبھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کام کا اصل سبب اور اس کی اصل وجہ کیا ہے- اس کے دماغ میں جو وجہ اس کام کی آتی ہے وہ سینکڑوں اور ہزاروں وجوہات میں سے ایک ہوتی ہے- اب یہ اس کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے سوچے ہوئے سبب کو حتمی قرار دے کر اول خود ہی کسی کے خلاف کوئی فیصلہ کرے اور پھر خود ہی اس کی تشہیر شروع کر دے- اور اس طرح لوگوں کی اصلاح کے لئے اپنے آپ کو خدائی ٹھیکیدار سمجھ لے- اپنی ذات میں کوئی کام بھی برا نہیں- اور نہ کوئی کام اچھا ہے- یہ کرنے والے کی نیت ہی ہوتی ہے جو کہ اسے اچھا یا برا بنا دیتی ہے پھر جب کسی بھی شخص کو سب باتوں کا علم غیب نہیں تو کسی کی نیت پر حملہ کس طرح زیب دیتا ہے-

انسان جب دوسروں کے متعلق شیطانی انگیخت پر بدظنی کرتا ہے تو اس کے بعد شیطان بس نہیں کرتا بلکہ اس برائی کو معاشرہ میں عام کرنے اور پھیلانے کے لئے اسے کہتا ہے کہ اب تمہارا فرض ہے کہ اس کمزوری کا چرچا دوسروں کے سامنے کرو- اگر انسان کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو کہ یہ کام اچھا نہیں تو شیطان اور اس کا نفس اسے فوراً کہتے ہیں کہ یہ کام برا کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ تمہاری نیت نیک ہے اور تم صرف یہ چاہتے ہو کہ برائی کا اس طرح چرچا ہونے سے اسے خود بھی برائی کا احساس پیدا ہو اور دوسرے لوگ بھی اسے منع کریں- اور اس طریق سے اس کی اصلاح ہو جائے- اسی قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کلام الٰہی کے شروع میں تنبیہ کرتے ہوئے ہمیں فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو جب کہا جائے کہ اس قسم کی فساد والی باتیں نہ کہو تو جھٹ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کر رہے ہیں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کے دھوکہ میں کبھی نہ آنا چاہئے کیونکہ یہ لوگ بدترین فسادی ہیں- یہ فساد پیدا ہی نہیں کرتے بلکہ اس مرض کو معاشرے میں عام کرنے کے منصوبے بناتے ہیں- انتہائی تکلیف والی یہ بات ہے کہ اس کلام الٰہی کے انتباہ کے باوجود دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ ان شیطانی لوگوں کا آلہ کار بن کر بدظنی کو آگے پھیلاتے اور معاشرہ میں بے اطمینانی کا موجب ہوتے ہیں-

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتب میں تفصیل سے فرمایا ہے کہ جو لوگ انبیاء اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کو نہیں مانتے اس کی وجہ بھی بدظنی اور بدگمانی ہی ہوتی ہے- چنانچہ ایسے لوگ بجائے اس کے کہ مامور کی باتوں پر غور کریں اور جو باتیں قابل اعتراض معلوم ہوتی ہیں انہیں دور کروائیں وہ بدظنی سے کام لے کر فوراً انکار کی طرف مائل ہو جاتے ہیں- انبیاء کے مخالفین میں سے ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر مخالفت کرتے ہیں اور جنہیں دل میں یقین ہوتا ہے کہ ہم غلطی پر ہیں- اکثریت ایسوں کی ہی ہوتی ہے جو بدظنی اور بدگمانی سے کام لے کر چند ایک اعتراضات پر جم جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان اعتراضات کی موجودگی میں تحقیق اور تجسس کی ضرورت نہیں-

بدظنی کا ایک قبیح پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے شیطان برائی کو آسانی کے ساتھ معاشرے میں پھیلا دیتا ہے اور انسان محسوس کرنے کے بغیر ہی شیطان کا آلہ کار بن کر دوسروں کو برائی میں مبتلا کرتا اور سب سے پہلے خود ہی اس کا شکار ہو جاتا ہے- انسان جب کسی شخص کے متعلق بدگمانی کرتا ہے تو پھر عموماً دیکھا گیا ہے کہ وہ پھر اسے آگے بھی بیان کرتا ہے- اور اسے سننے والا پھر آگے بیان کرتا ہے- اور اس طرح ایک ایسی برائی کی تشہیر دنیا میں ہو جاتی ہے جس کا وجود ہی دنیا میں نہیں ہوتا- آج کل ہر شخص جانتا ہے کہ پروپیگنڈہ اور تشہیر کے ذریعے کسی بھی چیز کو انتہائی سرعت کے ساتھ پھیلایا جا سکتا ہے چنانچہ اس طریق سے شیطان بھی برائیوں کو معاشرے میں پھیلا کر انتہائی سرعت سے ان کی ترویج کر دیتا ہے-

بدظنی کا ایک نقصان یہ ہے کہ اس کے ذریعے ہم صریح طور پر کلام الٰہی کی ایک واضح ہدایت سے روگردانی کرنے کا موجب ہو جاتے ہیں- اللہ کا حکم یہ ہے کہ اے مخاطب جس بات کا تجھے علم نہ ہو اس کی اتباع نہ کیا کر کیونکہ کان آنکھ اور دل ان سب کے متعلق تجھ سے پوچھا جائے گا- اس میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بدظنی کا موجب انسان کے کان بھی ہو سکتے ہیں جبکہ وہ دوسروں سے سن کر محض بدگمانی کرے- اسی طرح اس کی آنکھیں بھی اس کو دھوکا دے کر اسے غلط راہ پر ڈال سکتی ہیں- چنانچہ انسان ایک منظر دیکھتا ہے اور بسا اوقات اس سے غلط نتیجہ اخذ کر کے بدظنی کر دیتا ہے اور بغیر تحقیق کے کسی کے متعلق اس طرح پختہ فیصلے اپنے دل میں کر لیتا ہے-

تیسرا ذریعہ بدظنی کا دل ہے- اور یہی دراصل بدظنی کا اصل منبع ہے- انسان اکثر دل میں ایک بات سوچتا ہے اور پھر بغیر سوچے سمجھے کوئی فیصلہ دل میں کر لیتا ہے- اس کے علاوہ آنکھ کان اور دوسرے اعضاء کے ذریعے انسان جو غلط فیصلے کرتا اور ان کے ذریعے بدگمانی کرتا ہے ان میں بھی دل ہی کے ذریعہ وہ مدد لیتا ہے- اور آخری فیصلہ کرتا ہے- اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کے ذریعہ ہمیں بتایا ہے کہ ہر عضو کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس خدائی نعمت کا استعمال انسان نے صحیح رنگ میں کیا ہے یا نہیں-

بدظنی کے بے شمار نقصانات میں سے ایک انتہائی مضرت رساں اور تباہ کن ہے یہ عادت کسی معاشرہ میں راسخ ہو کر ایسی بے یقینی اور بے اعتمادی کی عادت پیدا کر دیتی ہے جو اسے قطعی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیتی ہے- درحقیقت اس کے ذریعے تخریب پسند لوگوں کو اپنے مقصد کے حصول کے لئے نہایت ہی آسان ذریعہ مل جاتا ہے- بدظنی اور بدگمانی کے ذریعے اگر کسی معاشرہ میں یہ تاثر عام کر دیا جائے کہ حاکم محکوم کو، محکوم حاکم کو، بڑے چھوٹوں کو اور چھوٹے بڑوں کو، اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر شخص خود غرضی میں مبتلا ہے تو خود ہی بتایئے اس معاشرے میں کسی قسم کی

باقی صفحہ 7 پر

بقیہ صفحہ 4

واقعہ"

مولانا سوچ میں پڑ گئے کہ میں کس واقعہ کو بیان کروں اور کس کو چھوڑوں کافی سوچ کے بعد کہنے لگے کہ جماعتی طور پر تائید و نصرت الٰہی کے واقعات تو بہت ہیں اور کافی تفصیل چاہتے ہیں- اس وقت میں ایک ذاتی نوعیت کے واقعہ کا ذکر کرتا ہوں-

سماٹرا میں قیام کے دوران ایک موقعہ پر اہلیہ کی لمبی بیماری کے اخراجات کی وجہ سے مجھے سخت مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا- ایک جرمن ڈاکٹر کروسے میری بیوی کا معالج تھا اور چار صد روپے کے قریب رقم کا بل واجب الادا تھا- اس سے قبل ڈاکٹر نے بل کا مطالبہ تک نہیں کیا تھا- کیونکہ اسے پورا پورا اعتماد تھا کہ میں جب کہوں گا میری رقم ادا ہو جائے گی- اب اس نے بتایا کہ کل شام وہ اپنے وطن واپس جا رہا ہے اس لئے بل کی رقم فوری ادا کی جائے- ادھر میری یہ حالت تھی کہ بل ادا کرنے کے لئے رقم موجود نہ تھی- اور نہ ہی رقم حاصل کرنے کی کوئی ظاہری صورت نظر آتی تھی- عجیب پریشانی کا عالم تھا اور کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ کل دوپہر تک اس رقم کا بندوبست کس طرح ہو گا- میں نے اپنی ضرورت کا ذکر جماعت کے کسی دوست سے کرنا مناسب نہ سمجھا- جب رات ہوئی تو میں نے فجر سے پہلے کی عبادت میں نہایت عاجزی اور انکساری سے اپنی یہ خبر قاضی الحاجات کے حضور پیش کر دی- اور جس طرح بعض دفعہ بچہ اپنے والد کے سامنے ضد کر کے چیز مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیز ابھی ملنی چاہئے اسی طرح میں نے بھی نہایت درد اور یقین بھرے دل کے ساتھ اپنے مولا کے حضور یہ التجا کی کہ کل ظہر سے پہلے پہلے میری اس ضرورت کو پورا فرما- خدا کا کرنا کیا ہوا کہ اگلے روز بعض مصروفیات کی وجہ سے وقتی طور پر اس ضرورت کا خیال دل سے نکل گیا اور میں دوپہر تک بعض کاموں میں مصروف رہا- اور رقم حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہ کر سکا- ظہر کے وقت باہر صحن سے ایک احمدی دوست نے باآواز بلند یہ اطلاع دی کہ موٹر میں ایک مہمان آئے ہیں اور ملنا چاہتے ہیں میں نے یہ خیال کر کے کہ مہمان کو انتظار نہ کرنا پڑے- نہیں معلوم انہیں کیا ضروری کام ہو یہی مناسب سمجھا کہ پہلے ان سے بات کر لوں- باہر آیا تو دیکھا کہ پاڈانگ کے ایک سکھ تاجر کھڑے ہیں انہوں نے ایک لفافہ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ میں ابھی ابھی تین ماہ کے بعد میزان (Meezan) شمالی سماٹرا سے بذریعہ ہوائی جہاز آیا ہوں اور ہوائی اڈہ سے سیدھا آپ کے پاس آ رہا ہوں- یہ لفافہ آپ کے لئے ہے- یہ کہا اور چل دیئے- میں نے لفافہ لیا اور میرا خیال تھا کہ اس لفافہ میں میزان سے ہمارے کسی احمدی دوست کا خط ہو گا- لیکن میری حیرانی اور خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے لفافہ کھولا تو اس میں سے چار پانچ ہزار روپیہ کی کرنسی کے نوٹ نکلے- اور خط کوئی نہ تھا- شام کو وہ تاجر دوبارہ آیا تو میں نے اسے بتایا کہ جب میں میزان سے روانہ ہونے لگا تو جہاز میں میرے دل میں غیر معمولی طور پر یہ تحریک ہوئی کہ مجھے آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ یا نذرانہ پیش کرنا چاہئے- جتنی رقم میری جیب میں تھی وہ میں نے پیش کر دی ہے- اسے آپ قبول فرمائیں- مولانا نے فرمایا کہ اب بھی جب میں اس واقعہ کو سوچتا ہوں تو دل آستانہ الوہیت پر شکر کے جذبات سے جھک جاتا ہے کہ کس طرح میرے خدا نے میری دعا کو سنا اور ایک شخص کے دل میں تحریک کر کے میری ضرورت کو پورا کیا اور میری التجا اور دعا کے عین مطابق رقم کا انتظام کر دیا-

محترم مولانا امام الدین صاحب ان دنوں مرکز سلسلہ میں مفوضہ خدمت بجا لا رہے ہیں- میں نے ان کے آئندہ پروگرام کے بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگے میں خدمت سلسلہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں میرے بارے میں حضرت صاحب کا جو بھی ارشاد ہو گا- اس کے مطابق عمل ہو گا-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

عراق کے جنگی قیدیوں کی رہائی

ایران نے ایک تقریب میں عراق کے 150 جنگی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ تاہم کہا گیا ہے کہ ابھی تک ایران میں عراق کے 20 ہزار جنگی قیدی موجود ہیں۔

ایران اور عراق کے درمیان 8 سال کے طویل عرصہ تک لڑائی جاری رہی۔ مگر نہ تو کوئی فاتح ہو سکا نہ مفتوح۔ آخر کار دونوں ملکوں نے یہ بے مقصد جنگ بند کر دی۔ اس جنگ میں عرب ممالک عموی طور پر عراق کے حامی تھے جنہوں نے عراق کو اسلحہ اور مالی امداد بھی دی۔ امریکہ اور مغربی ممالک بھی دونوں ملکوں کو لڑانے میں پیش پیش رہے۔ تاہم عراق نے جس امید پر ایران پر حملہ کیا تھا وہ پوری نہ ہو سکی۔ اور ایران اپنی سخت جانی کے باعث زندہ رہا۔ ایران کے پاس تیل کی وسیع دولت ہے جو اس کو زندہ رکھنے میں کام آتی رہی۔

جنگ میں دونوں اطراف کے فوجی جنگی قیدی بنتے ہیں جن کو امن قائم ہونے کے بعد رہا کیا جاتا ہے۔ ایران اور عراق کی جنگ ختم ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک دونوں ملکوں نے جنگی قیدی رہا نہیں کئے۔ عراق کے قیدیوں کی حالیہ رہائی ریڈ کراس کے نمائندوں کی موجودگی میں عمل میں آئی۔ مغربی ایران میں ایک سرحدی مقام پر ہونے والی اس تقریب میں عراقی حکام اور ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی کے نمائندوں نے شرکت کی۔ بغداد میں عراق کی وزارت خارجہ نے کہا کہ قیدیوں کی رہائی ایک مثبت اقدام ہے۔

عموماً قیدیوں کا تبادلہ دو طرفہ ہوتا ہے۔ لیکن عراق کی طرف سے ایران کا کوئی قیدی رہا نہیں کیا گیا جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عراق میں کوئی ایرانی جنگی قیدی موجود نہیں جبکہ ایران میں ابھی مزید 20 ہزار عراقی قیدیوں کی موجودگی کا ذکر کیا گیا ہے۔

OOO

افغانستان میں غیر ملکی کردار

افغانستان میں خانہ جنگی روکنے کے لئے غیر ملکی طاقتوں نے کوئی مثبت کردار ادا نہیں کیا۔ وائس آف جرمنی نے بتایا ہے کہ افغانستان میں لڑنے والے گروپوں کو ان کے حامی بیرونی ممالک اس قدر وافر اسلحہ فراہم کرتے ہیں کہ کسی کمک کے بغیر حالیہ جنگ مزید کئی سال تک جاری رہ سکتی ہے۔

افغانستان کے مختلف گروپوں کی طرف سے غیر ملکی مداخلت کو روکنے کا مطالبہ کیا جاتا رہتا ہے۔ افغانستان میں جنگ جاری رہنے کی بڑی وجہ افغان طاقتوں کا بیرونی ممالک کا آلہ کار بنا رہنا ہے۔ افغانستان کے ہمسایہ ممالک ایران پاکستان سابق سوویت یونین کی ریاستیں اپنے اپنے پسندیدہ گروپوں کو اسلحہ اور روپیہ فراہم کرتی رہتی ہیں۔ صرف قریبی ہمسایہ ممالک ہی نہیں بلکہ دور کے ممالک یعنی بھارت۔ روس اور خلیج کی ریاستوں کے علاوہ سعودی عرب بھی اس میں ملوث ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک افغانستان میں غیر ملکی مداخلت بند نہیں ہوتی اس وقت تک افغانستان میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہمسایہ ممالک یہ تو چاہتے ہیں کہ افغانستان میں امن قائم ہو۔ لیکن وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کا پسندیدہ گروہ اقتدار میں آجائے۔

طالبان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ پاکستان کے پروردہ ہیں ایران نے طالبان کو غیر اسلامی قرار دیا۔ سابق صدر برہان الدین ربانی کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ روس اور بھارت کی حمایت حاصل کئے ہوئے ہیں۔ روس' افغانستان کے ہمسایہ سابق سوویت یونین کے ممالک کے ذریعے سے مداخلت کرتا رہتا ہے۔ اب تک افغانستان کے ہمسایہ ممالک نے اس صورت حال کو تبدیل کرنے کا کوئی اشارہ نہیں دیا۔ کل برہان الدین ربانی برسر اقتدار تھے۔ آج طالبان کا دور ہے۔ لیکن امن نہ کل تھا نہ آج ہے۔ اور نہ ہی مستقبل میں ہونے کی امید ہے۔ افغان گروپوں کے درمیان کئی بار معاہدے ہو چکے ہیں۔ بات چیت ہو چکی ہے لیکن کسی معاہدے پر عمل نہیں ہو پاتا۔ بیرونی ممالک اور اقوام متحدہ کے نمائندے گروپوں کے درمیان بات چیت کرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مگر کبھی بھی کوئی کوشش عملی طور پر کامیاب نہیں ہو سکی۔ افغانستان میں امن کی کوئی امید نظر نہیں آرہی۔

OOO

برما کے خلاف یورپی یونین

برما میں فوجی حکومت نے عرصہ سے جمہوریت کا راستہ روک رکھا ہے۔ برما میں جمہوریت کی علامت مقبول عوامی لیڈر خاتون مادام سوکی ہیں۔ جن کو چند سال قبل ان کی جدوجہد کے اعتراف میں امن کا نوبل انعام بھی دیا گیا تھا۔ ان کو کئی سال گھر میں قید رکھنے کے بعد رہا کیا گیا۔ پہلے تو وہ بے حد محتاط رہیں لیکن فوجی حکمرانوں نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ انہوں نے دوبارہ اپنی جمہوری جدوجہد شروع کی تو اب ان کو دوبارہ قید کر دیا گیا ہے۔

مغربی ملکوں کی طرف سے برما کا بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں یورپی یونین نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے ممالک میں برما کی حکومت کے اہلکاروں کو داخلہ کی اجازت نہیں دے گی۔ لیکن ان معمولی اقدامات سے فوجی حکمرانوں پر کوئی اثر ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اگر مغربی ممالک واقعی اس میں سنجیدہ ہیں کہ برما میں جمہوریت بحال ہو اور کسی بھی ملک میں فوجی اقتدار عوام کے حقوق پر ڈاکہ نہ ڈالے تو ان کو زیادہ ٹھوس اور سنجیدہ اقدامات کرنے ہوں گے۔ اور فوجی اقدامات کی دھمکیاں اور ان پر عمل درآمد کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ بقول شخصے گھی کبھی سیدھی انگلیوں نہیں نکلا کرتا۔ مغربی ممالک جمہوریت کے دشمنوں کے خلاف جو معمولی اقدامات کرتے ہیں وہ گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے کے ہی مترادف ہوتے ہیں۔ ان اقدامات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی ممالک سنجیدگی سے تیسری دنیا کے ممالک میں جمہوریت کے حامی نہیں ہیں۔ ورنہ دنیا کی بڑی طاقتیں جب کسی بات کا حتمی فیصلہ کر لیتی ہیں تو پھر اس پر عمل درآمد بھی کروا کے ہی چھوڑتی ہیں۔

ایک خط - ایک تاریخ

مولانا مبارک احمد صاحب ساقی (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب و جوار میں جگہ دے اور ان کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا رہے) نے اپنے ایک خط میں جو ماہنامہ تحریک جدید ربوہ اگست 1981ء میں شائع ہوا۔ لکھا "رسالہ تحریک جدید ماہ جون کی اشاعت میں مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کا ایک خط بنام مولوی داؤد حنیف صاحب اس ضمن میں چند امور آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ جن دنوں گیمبیا میں نیا مشن کھولنے کا مرکز نے فیصلہ کیا تھا۔ اس وقت خاکسار نائیجیریا میں تھا۔ مکرم مولانا نور محمد نسیم سیفی صاحب مشن کے انچارج تھے۔ گیمبیا مشن کھولنے کے بارے میں تمام تر خط و کتابت مکرم سیفی صاحب نے کی۔ یہ 1953ء کی بات ہے۔ مرکز کی ہدایت پر گیمبیا کی حکومت کو لکھا گیا کہ جماعت احمدیہ اپنے مربی مبارک احمد ساقی کو گیمبیا بھجوانا چاہتی ہے ان کے ویزا کی منظوری دی جائے۔ وہاں سے منفی میں جواب ملا جب معاملے کو زیادہ کریدا گیا اور وجوہات پوچھی گئیں تو پتہ چلا وہاں مسلمانوں کی دو پارٹیاں ہیں۔ "مسلم کانگریس آف گیمبیا" اور "جماعت المومنین" ان میں سے جماعت المومنین یہ چاہتی ہے کہ ہمارا مربی وہاں جائے۔ جبکہ مسلم کانگریس مخالفت کر رہی ہے۔ اور ان حالات میں حکومت کوئی فیصلہ نہیں کر پاتی۔ اس ضمن میں ایک خط امام مسجد لندن کو لکھا گیا کہ وہ برطانیہ میں ہاؤس آف پارلیمنٹ میں یہ سوال اٹھائیں کہ ہمیں اجازت کیوں نہیں دی جا رہی۔ انہی دنوں انگلینڈ سے پارلیمنٹ کا ایک وفد نائیجیریا آیا جن میں لیبر پارٹی کے ایک ممتاز رکن مسٹر بروک وے بھی تھے۔ بعد میں لارڈ بروک وے بنا دئے گئے۔ ہم لوگوں نے نائیجیریا میں ان سے ملاقات کی اور یہ معاملہ ان تک پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ واپس پہنچ کر وہ کالونیل سیکرٹری سے پتہ کرائیں گے۔ لارڈ بروک نے اپنے طور پر گیمبیا سے حالات کا پتہ کروایا۔ تو معلوم ہوا کہ وہاں کا پڑھا لکھا طبقہ اس بات کا خواہش مند ہے کہ جماعت احمدیہ کا مشن وہاں کھولا جائے۔ کیونکہ مغربی افریقہ کی دیگر نو آبادیات میں جماعت احمدیہ (-) تعلیم کے فروغ کے لئے بہت مفید کام کر رہی ہے۔ اجازت ملنے سے قبل مکرم نسیم سیفی صاحب نے مرکز کی اجازت سے یہ اہتمام کیا کہ جتنی دیر ہمیں پاکستانی مربی کے داخلے کی اجازت نہیں ملتی۔ ہم کسی افریقن احمدی دوست کو ہی وہاں بھجوا دیں۔ گیمبیا میں اس وقت جماعت قائم ہو چکی تھی۔ اور انہیں تربیت اور دعوت کے لئے ایسے شخص کی ضرورت تھی جو احباب جماعت میں تنظیم کے علاوہ پاکستانی مربی کے آنے کے لئے زمین ہموار کرے۔ چنانچہ احباب کے صلاح و مشورے کے بعد نائیجیریا جماعت کے ایک مخلص سمجھ دار اور جماعتی لٹریچر سے واقف کار دوست مسٹر حمزہ سیالو صاحب کو گیمبیا بھجوایا گیا۔ انہوں نے وہاں پر چھ ماہ تک کام کیا۔ دعوت الی اللہ اور تربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ اپنی کارکردگی کی رپورٹ مولانا نسیم سیفی کو بھجواتے رہے۔ اس کے بعد مشن کی طرف سے وہاں کے دیرینہ تجربہ کار مربی جناب جبرائیل سعید صاحب کو گیمبیا بھیجا گیا۔ وہ بھی یقیناً اپنی کارروائی کی رپورٹ غانا کے مربی انچارج صاحب کو بھجواتے رہے ہوں گے۔

خاکسار کی رائے میں یہ ناانصافی ہو گی کہ حمزہ سیالو اور جبرائیل سعید صاحب کو اس اعزاز سے مستثنیٰ کر دیا جائے کہ انہوں نے بطور مربی جماعت گیمبیا میں کام کیا۔ انہیں وہاں پر دعوت الی اللہ کی ممانعت نہ تھی بالخصوص اس لئے بھی کہ جماعت المومنین نے مکرم سیفی صاحب کو وہاں کے مقتدر احباب کے دستخطوں کے ساتھ ایک اپیل بھجوائی تھی جس میں درخواست کی گئی تھی کہ انہیں پاکستانی مربی بھجوایا جائے۔ یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کہ یہ لوگ بطور وزیٹر گئے تھے۔

1953ء میں نائیجیریا غانا اور گیمبیا تینوں ممالک انگریزوں کی کالونیز تھیں۔ اگرچہ ان ممالک میں علیحدہ علیحدہ پاسپورٹ جاری کئے جاتے تھے لیکن ایک کالونی سے دوسری کالونی میں سفر کے لئے ویزا درکار نہیں تھا۔ (یعنی مقامی لوگوں کے لئے) بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو ان ممالک کے شہری تھے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان احباب کو گیمبیا بھجوانے سے قبل وہاں کی حکومت کی کسی قسم کی اجازت درکار نہ تھی۔ اور یہ بتانے کی یا درخواست کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ وہ بطور مربی جا رہے ہیں۔ اس بارے میں اگر حمزہ سیالو سے پوچھا جائے جو بفضل خدا بقید حیات ہیں تو وہ بتا سکیں گے کہ ان کو وہاں جاتے وقت کیا ہدایات دی گئی تھیں۔ (مسٹر سیالو بھی اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ ادارہ) مزید برآں ہماری جماعت میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک مربی کو اولاً بطور وزیٹر بھجوایا گیا بعد ازاں ان کے لئے مستقل ویزا حاصل کیا گیا۔ اس کا بطور وزیٹر کسی ملک میں جانا اس کے سٹیٹس یا اس کے مقصد کو ضائع نہیں کرتا۔ یہی صورت حال مسٹر سیالو اور مسٹر جبرئیل پر لاگو ہوتی ہے۔

مبارک احمد ساقی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر30845 میں عرفان محمود بھٹی ولد چوہدری محمد حسین بھٹی قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر 30 سال بیعت 1968ء ساکن ربوہ حال کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 96-3-2 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ-/396 ڈالر ماہوار بصورت Welfare مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عرفان محمود بھٹی C/O قاسم محمود بھٹی 5 ساہی وال روڈ ربوہ حال مانٹریال کینیڈا گواہ شد نمبر1 چوہدری محمد اسلم کینیڈا گواہ شد نمبر2 نعیم احمد طیب کینیڈا۔

مسل نمبر30851 میں امتہ الحی قدسیہ زوجہ مقبول احمد ناصر قوم راجپوت طالب علمی 22 سال پیشہ طالب علمی عمر22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 96-3-10 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ زیورات طلائی 32 تولہ مالیتی -/10000 C$ اور حق مہر بذمہ خاوند محترم -/7000 C$ اس وقت مجھے مبلغ -/200 C$ ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امتہ الحیٔ قدسیہ کینیڈا گواہ شد نمبر1 مقبول احمد ناصر خاوند موصیہ گواہ شد نمبر2 ممتاز حسین امتیاز وصیت نمبر 19577۔

مسل نمبر30852 میں ڈاکٹر امتیاز احمد ولد ڈاکٹر نذیر احمد خواجہ پیشہ ڈاکٹری عمر 40 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن U S A بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 96-2-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

1-R R -2 Box262 carbondale IL.USA 62901 value $ 22000

2- 49- Meadowlark Dr Carterville K62918 Value $ 20000

3- 205 Greerbiar Dr Carturilb 1262918 USA value $ 22000

4- Cash in Hand Forty thusand Dal $ 40000

اس وقت مجھے مبلغ-/15000 ڈالر ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ڈاکٹر امتیاز احمد ساکن U.S.A گواہ شد نمبر1 اسماعیل لطیف احمد U.S.A گواہ شد نمبر2 منیر احمد U.S.A۔

مسل نمبر30853 میں راحت احمد زوجہ ڈاکٹر امتیاز احمد پیشہ خانہ داری عمر31 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن U. S. A بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 96-2-1 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ ایک کنال پلاٹ واقع طاہر آباد ربوہ مالیتی-/2500$ - 2- زیورات مالیتی-/4000 $ - 3- حق مہر-/4000 $- اس وقت مجھے مبلغ-/500 ڈالر ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ راحت احمد ساکن U. S. A گواہ شد نمبر1 بشیر احمد U. S. A گواہ شد نمبر2 منیر احمد U. S. A۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

کوئٹہ الیکٹرونکس
فون دکان : 583568
دکان نمبر 6 حکیم آرکیڈ حسین آگاہی۔ ملتان
ہمارے ہاں ہمہ قسم کے ٹی وی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں
پروپرائیٹر:
چوہدری تجمل اشفاق

احمدی طلباء و طالبات کے لئے ضروری اعلان

○ وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو کسی بھی یونیورسٹی، کالج یا تعلیمی ادارہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں یا اب داخلہ لے رہے ہوں۔ وہ نظارت تعلیم میں قائم انفارمیشن سیل (Information cell) کو مندرجہ ذیل معلومات ضرور بھجوائیں تاکہ دوسرے احمدی طلباء و طالبات جن کو ان ادارہ جات کے بارے میں معلومات درکار ہوں۔ اس سے استفادہ کر سکیں۔ اسی طرح اگر آپ کو کسی قسم کی معلومات یا راہنمائی درکار ہو تو بذریعہ ڈاک یا بالمشافہ معلومات نظارت تعلیم سے حاصل کرسکتے ہیں۔

۱۔ ڈگری / ڈپلومہ کورس کا تازہ ترین میرٹ اور داخلہ سے متعلقہ ضروری معلومات۔

۲۔ اپنے شعبہ کا پراسپکٹس

۳۔ اگر ان کے علاوہ کوئی اور ضروری تعلیمی معلومات ہوں۔

طلباء و طالبات سے یہ بھی گذارش ہے کہ اگر وہ اپنے تعلیمی ادارہ کے علاوہ کسی اور تعلیمی ادارہ کے بارہ میں معلومات بھجوا سکتے ہوں تو ضرور بھجوائیں۔ شکریہ۔

نادار اور یتیم بچوں کی تعلیم کے لئے شعبہ امداد طلبہ کے لئے عطایا

○ شعبہ امداد طلبہ مستحق، نادار اور یتیم طلبہ کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط باملہ کے طور پر ہے اس کے اخراجات، عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امداد طلبہ مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلبہ ہے۔ براہ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بد امداد طلبہ بھجوا کر ممنون فرماویں۔

(نظارت تعلیم)

بقیہ صفحہ 1

اور اپنے حقوق کو دوسروں کے لئے چھوڑو گے تو دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کے خاص فیضان کس شان سے آتے ہیں۔

یہ مراحل دعا سے اور کوشش سے حاصل کرو اور دین کی خدمت میں لگے رہو۔ باہر والوں کے لئے نمونہ بنو۔ غریبوں سے پیار اور شفقت کرو۔ حاکم اپنے سے کسی کو کم نہ سمجھے۔ تمہاری حکومت طاقت سے نہیں۔ تم میں سے کون ہے جو یہ کہے کہ وہ اپنی طاقت سے حاکم ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ایک نظام قائم کیا اور بہت سی گردنیں تمہارے آگے جھکا دیں۔ یہ غلطی ہو گی۔ اگر کوئی سمجھے کہ اس کی طاقت یا حکمت سے اس کو حکومت مل گئی۔ افسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو خادم سمجھیں اور محبت و پیار کا سلوک کریں۔ افسر یاد رکھیں کہ ان کو حکومت یا افسری محض خدا کی طرف سے احسان کے طور پر ملی ہے۔ اور یہ تبھی تک قائم رہے گی جب تک کہ وہ جھکے رہیں گے۔ اسی طرح ماتحت یاد رکھیں کہ ان پر حکومت طاقت دنیاوی سے نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دی ہے اور خدا جن کو افسری دیتا ہے ان کی مدد بھی کرتا ہے۔ جو ان کے مقاصد میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ خدا ان کو تباہ کر دیتا ہے۔ افسر خدا کا شکر کریں کہ ان کی آواز کو بااثر بنایا مگر وہ اس کے باعث بے جا فخر سے کام نہ لیں غریبوں کے لئے آزار کا موجب نہ ہوں کیونکہ افسری ان کی اسی لئے ہے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی خدمت کریں اور جو کسی کے ماتحت کام کرتا ہے وہ نہایت تن دہی اور فرمانبرداری سے کام کرے۔ یہ سلسلہ روحانی ہے۔ جس کی حکومت جبر سے نہیں۔ سیاست کے پاس تلوار ظاہری ہوتی ہے۔ مگر اس کے پاس خدا کی تلوار ہے۔ پس دونوں پر خدا کا احسان ہے۔ میں دونوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ امن سے رہیں۔ شر و فساد کی راہوں سے بچیں۔ جو لوگ خدا کے لئے اپنے آپ گرائیں گے ان کو جو عزت ملے گی وہ ہمیشہ رہنے والی ہو گی جس کو کوئی نہیں لے سکے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ کو اپنا مخلص بندہ بنائے۔ اور آپ کا انجام بخیر کرے۔

(از خطبہ 17- جون 1921ء)

بقیہ صفحہ 5

ترقی بھی ممکن ہو سکتی ہے؟ روحانی سلسلوں کی ترقی میں بدظنی کے ذریعے ہمیشہ روکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ اور طاغوتی طاقتیں ہمیشہ سے ہی اس ذریعے کو استعمال کرتی رہی ہیں۔

ہمارے لئے یہ ایک انتہائی قابل غور مقام ہے جہاں ہمیں بہت ہی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

.....

تاریخی طور پر ثابت ہے کہ روحانی جماعتوں میں شیطان اور منافق طبع لوگ اس انسانی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر بہت ہی خطرناک صورت حالات پیدا کر دیتے ہیں اور اگرچہ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اپنی جماعتوں کو محفوظ کر دیتا ہے تاہم یہ لوگ شکوک و شبہات پیدا کر کے کئی دفعہ نقصان کا بھی موجب ہوئے ہیں۔ عبداللہ بن ابی سلول کی تو بعد از اسلام تمام زندگی ہی اس خطرناک فاسد کام کے لئے وقف رہی۔ اور اسلام کی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ بعض اوقات اس نے فتنے میں ڈال دیا۔ اور اپنی بدظنی کا شکار بنا ڈالا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ان کے خلاف بدظنیاں پھیلائی گئیں۔ جن کا نتیجہ اچھا نہیں نکلا۔

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 2- نومبر-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 30 درجے سنٹی گریڈ

○ وٹو کیس کے متوقع فیصلے کے پیش نظر وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے لاہور کا دورہ کیا۔ اور پنجاب کی صورت حال پر اہم صلاح و مشورے کئے مسلم لیگ (ج) کے سربراہ مسٹر حامد ناصر چٹھہ نے بتایا کہ مسلم لیگ (ج) کے تمام ارکان اسمبلی متحد ہیں۔ اور سب میرے ساتھ ہیں۔ پنجاب کے حوالہ سے پارٹی کا فیصلہ متفقہ ہوگا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہمیں وٹو سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وزیر اعظم نے منظور وٹو رو کو آپریشن کے لئے حامد ناصر چٹھہ اور آصف زرداری کو فری ہینڈ دے دیا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہم عدالتی فیصلہ کا احترام کریں گے۔ وٹو کے ساتھ صرف دو ارکان ہیں۔ ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ جبکہ ارکان اسمبلی کی بہت بڑی تعداد حکومت پر اعتماد رکھتی ہے اپوزیشن کو ایشو کیش کرانے کا موقع نہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ عدم اعتماد شو آف ہینڈز کے ذریعے ہوگا۔ اور ہم وٹو کو باسانی ہٹا دیں گے۔ پی ڈی ایف کے ارکان اسمبلی نے وزیر اعظم کو یقین دہانی کرائی کہ کوئی رکن بے وفائی نہیں کرے گا۔

○ پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مسٹر شہباز شریف نے ایک پریس کانفرنس میں ہائی کورٹ سے کہا ہے کہ وہ ارکان اسمبلی کی لاہور واپسی اور ان پر پابندیوں کا خاتمہ یقینی بنائے۔ ہارس ٹریڈنگ اور ضمیر فروشی کا بازار گرم ہو چکا ہے ہمارے خدشات صحیح ثابت ہوئے ہیں۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر محمد عارف خان نکئی نے کہا ہے کہ وٹو کیس میں فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔ یہ سیاسی نہیں۔ روحانی بات ہے۔ میں وجدان سے کہہ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے بھی جب میں وزیر اعلیٰ بنا تھا تو عام لوگ یہی سمجھتے تھے کہ آخری مرحلے پر میرا فیصلہ ہوا۔ حالانکہ مجھے تین ماہ قبل پتہ چل گیا تھا کہ میں وزیر اعلیٰ بن رہا ہوں۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ صدر پنجاب میں جمہوریت کے ساتھ ہونے والے مذاق کو روکیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکنو کریٹس حکومت میں باکردار افراد کو شامل کیا جائے۔ جو دوسروں کا احتساب کر سکیں۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ ایوان کی اکثریت صدارتی نظام کے حق میں نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اعظم طارق بھی اپنی جماعت کے سربراہ ہیں انہیں بھی کمیٹی کا رکن بناؤں گا۔ (احتساب بل پر غور کے لئے سلیکٹ کمیٹی) انہوں نے اعظم طارق کی اسیری کے حوالے سے کہا کہ انہیں ایوان میں لانے کے لئے رول 90 کے تحت پروڈکشن آرڈر جاری کروں گا۔ حکومت عمل کرے یا نہ کرے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ احتساب بل پر غور کرنے کے لئے سلیکٹ کمیٹی کے ارکان کے نام آ گئے ہیں۔ ایک دو روز میں ان کا اعلان کر دیا جائے گا۔

○ حکومت کی نئی حکمت عملی کے تحت کابینہ میں تبدیلی متوقع ہے۔ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی اور پیداوار کے وزیر بریگیڈیئر اصغر علی کے محکموں میں تبدیلی کی جا رہی ہے۔ دونوں احباب اپنی خرابی صحت کی وجہ سے حکومتی امور پر پوری توجہ نہیں دے رہے۔

○ آزاد گروپ نے مسٹر منظور وٹو کی حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ میر مرتضیٰ بھٹو کی وفات کی وجہ سے سندھ اسمبلی کی خالی نشست کا انتخاب 26 دسمبر کو ہوگا۔ شیڈول کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ سیاسی بحران الیکشن سے حل نہیں ہوگا۔ مذاکرات کئے جائیں۔ انہی ارکان نے دوبارہ آنا ہے تو الیکشن کا کیا فائدہ۔ الیکشن کروانا وزیر اعظم کی صوابدید ہے۔ انہیں کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا احتساب بل کے متعلق سلیکٹ کمیٹی کے لئے اپوزیشن نے بھی ارکان کے نام کی فہرست دے دی ہے۔ آئینی ترمیم منظور ہو سکتی ہے۔

○ وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر نے کہا ہے کہ افغانی بحران 23 برسوں سے چلا آ رہا ہے۔ حل میں کچھ وقت لگے گا۔ انہوں نے کہا کہ وٹو حکومت بحال بھی ہو گئی تو اکثریت کے لئے نفری کہاں سے آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ ارکان اسمبلی سیر کے لئے پشاور گئے ہیں ہارس ٹریڈنگ کے لئے نہیں گئے۔

○ کشمیر کے بارے میں پہلی بار ایرانی پالیسی میں تبدیلی کے آثار سامنے آئے ہیں۔ ایرانی پارلیمنٹ کی فارن پالیسی کمیشن کے وائس چیئرمین محمد جواد الادریانی نے تہران ٹائمز میں شائع شدہ 28۔ اکتوبر کے ایک بیان میں کہا ہے کہ کشمیر بھارت کا حصہ ہے۔ کشمیری مسلمانوں کو آزادی ہونی چاہئے ان کو آزادانہ طور پر بھارت جیسے بڑے خاندان کے اندر رہنا چاہئے۔ پہلی مرتبہ کسی ذمہ دار ایرانی رہنما نے کشمیریوں کو بھارت کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس سے بھارت کے ساتھ ایران کے فوجی اور سیاسی تعاون کی گہرائی کی نشاندھی ہوتی ہے۔

○ آئی ایم ایف کے دباؤ پر ترقیاتی بجٹ میں سے بھی 20۔ ارب روپے کم کرنے ہوں گے۔ کئی نئے منصوبے شروع ہی نہ ہو سکیں گے جاری ترقیاتی منصوبوں میں سے 5 فیصد ختم یا موخر کرنے پڑیں گے۔ ان منصوبوں کے لئے 104۔ ارب روپے مختص تھے۔ یہ رقم اب کم ہو کر 84۔ ارب روپے رہ جائے گی۔ منصوبہ بندی کمیشن نے اس بارے میں وزارت خزانہ کو رپورٹ بھجوا دی ہے۔

○ بعض ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ وزیر اعظم نے پاک آرمی کا اپنے اخراجات کے لئے مزید 8۔ ارب روپے کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ملک میں اقتصادی بحران کی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہیں۔

○ مسٹر آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بے نظیر وہ راز بتا دیں یاد رہے کہ صدر مملکت کے حوالے سے ایک بار وزیر اعظم نے کہا تھا کہ وہ سارے راز بتا دیں گی۔ انہوں نے لاہور میں جاری وٹو کیس کے حوالے سے کہا کہ ’وزیر اعلیٰ پنجاب محمد عارف نکئی کا مستقبل اعلیٰ قیادت طے کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ میں مرتضیٰ کے قتل کا الزام لگنے پر مستعفی نہیں ہوں گا۔

○ چیف جسٹس صاحبان کی کمیٹی کے اجلاس میں جس کی صدارت سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ نے کی ’عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی اور عدالتی فیصلہ پر عمل میں تاخیر پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ کمیٹی کے اجلاس میں یہ نوٹ کیا گیا کہ دو ججوں کو تاحال مستقل نہیں کیا گیا۔ جوڈیشل مجسٹریٹوں کے تقرر میں بھی تاخیر کی گئی ہے مجسٹریٹوں ’سول ججوں اور سیشن ججوں کی تعداد بڑھانے کے مسئلہ پر غور و خوض کیا گیا۔ کمیٹی نے اخراجات میں کمی کا فیصلہ کیا۔

○ پنجاب کے سینئر وزیر ملک مشتاق اعوان نے کہا ہے کہ کوئی مسلم لیگی رکن استعفیٰ دینے کی غلطی نہیں کرے گا۔ استعفوں کی بات ڈرامہ ہے۔ مرکز اور پنجاب میں پی ڈی ایف کو اکثریت حاصل ہے۔

○ مسلم لیگ (ج) کے صدر مسٹر حامد ناصر چٹھہ نے کہا ہے کہ جونیجو لیگ کے تمام ارکان الرٹ ہو کر گھروں میں بیٹھیں۔ وٹو کیس پر ہر قسم کی صورت حال سے نبٹنے کے لئے تیار رہیں۔

○ پاکستان نے زمبابوے کے خلاف دوسرا ون ڈے کرکٹ میچ بھی جیت کر سیریز جیت لی ہے۔ پاکستان نے مطلوبہ سکور 45ویں اوور میں صرف ایک وکٹ کے نقصان پر پورا کر لیا۔ نوجوانوں کھلاڑی شاہد آفریدی نے چوکوں اور چھکوں کی بارش کر دی۔ سعید انور 84 رنز پر ناٹ آؤٹ رہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے 24۔ ارکان مظفر آباد (آزاد کشمیر) پہنچا دیئے گئے۔ پشاور میں بھجوائے ارکان کی سخت نگرانی جاری ہے۔

○ ایشیائی بینک اور جرمن فرم نے چشمہ رائٹ بینک منصوبے کے لئے رقم دینے سے انکار کر دیا ہے۔ دونوں اداروں نے ایک ارب 29 کروڑ روپے کی امداد دینا تھی۔

○ واپڈا نے بلوچستان میں نادہندگان کے خلاف وسیع پیمانے پر کارروائی شروع کر دی ہے۔ قلات میں بجلی کے سینکڑوں کنکشن منقطع کر دیئے گئے۔

SHARIF GOLDSMITH
AQSA ROAD RABWAH
PH: Off. 212515 Res. 212300

HEADACHES AND BACKAHES
Homoeo-Pathy Understands them better
. Timings: 4:30 to 7:30 p.m
FARHAT CLINIC (HOMOEO)
Khan Baba House, 1-Nasirabad Rabwah.

ضروری اعلان
ہمارا دواخانہ مطب حمید مشہور دواخانہ 14/2 دارالبرکات سے تبدیل ہو کر چند قدم آگے کوٹھی نمبر 1 دارالعلوم چلا گیا ہے۔ فون نمبر: 212755
مینجر: مطب حمید مشہور دواخانہ اقصیٰ چوک ربوہ
فون نمبر دوکان: 212855

جدید ڈیزائنوں کے اعلیٰ زیورات بغیر ٹانکے کے بنوانے یا خریدنے کیلئے تشریف لاویں۔ زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی۔
محمود جیولرز ربوہ
فون: دکان: 212381 گھر: 212131
چوہدری محمود احمد راجپوت۔ بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

تازہ مچھلی اور مرغ
ادریس فش شاپ
پروپرائیٹر: شاہد احمد رحمت بازار ربوہ
ائیر کنڈیشنڈ گاڑی نیز کاریں کرایہ پر دستیاب ہیں
محلہ دارالفضل مکان 3/32 چونگی ربوہ

مکان برائے فوری فروخت
دو کمرے، باورچی خانہ، سٹور، بیٹھک، برآمدہ، گیراج، ایک باتھ اٹیچ، ایک علیحدہ واٹر پمپ نلکا پانی بہترین ٹیلیفون کا ڈیمانڈ نوٹس ادا شدہ ساہیوال روڈ ۲۰ فٹ کی سڑک پر واقع۔ رابطہ کے لئے دن کے وقت فون نمبر 211842 بعد مغرب فون نمبر 212205 یا خود ملیں۔
محمد حنیف آف خوشاب محلہ نصیر آباد حلقہ عزیز ربوہ

پیسٹ